سوال

میں شیطانی چالوں سے کس طرح چھٹکارا حاصل کرسکتا ہوں، میری بیوی زبان دراز اور بری زبان والی ہے، میں نے کئی بار اسے طلاق دینے اور اسے چھوڑنے کا سوچ چکا ہوں پھر میں اپنی تقدیر کے بارہ میں سوچ کر کہتا ہوں: اللہ سبحانہ وتعالی نے میرے لیے یہ حالت کیوں اختیار کی ہے؟! اور اس کے نتیجہ میں نماز چھوڑ دیتا ہوں، پھر اللہ سے استغفار کرکے توبہ کرتا ہوں، برائے مہربانی آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں، اور کیا تقدیر کے مسئلہ کی شرح کرسکتے ہیں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

ہمارے بھائی: جو آپ کہہ رہے ہیں آپ کی یہ منطق نہ تو شرعی طور پر قابل قبول ہے اور نہ ہی عقلی طور پر، ہمارے خیال میں اگر آپ کسی برے ماحول میں ملازمت کرتے ہوں اور آپ کا افسر آپ کی توہین کرتا ہو اور آپ کی تحقیر کرے یا پھر آپ کی حق تلفی کرے، یا آپ کو طاقت سے زیادہ کام کرنے کا کہے تو ہمارے خیال میں آپ یہ ملازمت اس دلیل سے نہیں کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالی نے آپ کی تقدیر میں یہی حالت لکھی ہے"!

بلکہ ہمارے خیال میں تو آپ بغیر کسی افسوس کے اپنی یہ ملازمت ترک کرکے کوئی اور کام تلاش کریں گے تا کہ اپنی عزت کی حفاظت کرسکیں کیا واقعتا ایسا ہی نہیں؟

اور ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ کے پڑوسی برے ہوں جو آپ سے برا سلوک کرتے ہوں، اور آپ کی تانک جھانک کرتے ہوں اور دن اور رات ہر وقت تکلیف واذیت سے دوچار کریں تو آپ بغیر کسی افسوس کے اپنے اس گھر کو چھوڑ کر کہیں اور رہائش اختیار کرلیں گے، اور اس دلیل کے ساتھ اسی پڑوسی کے ساتھ نہیں رہیں گے کہ اللہ تعالی نے آپ کےلیے یہی حالت اختیار کی ہے؟ کیا واقعتا ایسا ہی نہیں ہے؟

ان دونوں معاملوں اور برے اخلاق کی بیوی ہونے میں کیا فرق ہے کہ آپ کی بیوی زبان دراز ہے اور سوء معاشرت کرتی ہے، وہ آپ کے نکاح میں ہے ہر وقت آپ اسے دیکھتے ہیں اور وہ آپ کو دیکھتی ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ اس کے ساتھ اور وہ آپ کے ساتھ سوتی ہے؟!

جو چیز آپ کو اپنے برے افسر کے ساتھ رہنے کی تبدیل کرنے کا باعث بنتی ہے، اور آپ کے برے پڑوسی کے ساتھ رہائش تبدیل کرنے کا باعث بنتی ہے وہی چیز آپ کےلیے سوء معاشرت کرنے والی بیوی کی تبدیلی کا باعث بن رہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں

تو کیا کوئی عقلمند یہ قبول کرسکتا ہے کہ بیوی کے معاملہ تو تقدیر کی دلیل دی جائے اور پھر یہی چیز ہر معاملہ نہ کی جائے! حالانکہ جو کچھ بھی اوپر بیان ہوا ہے اس میں آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ اپنی ملازمت میں رہیں یا پھر چھوڑ دیں، یا اپنی رہائش میں برے پڑوسی کے ساتھ ہی رہیں یا اسے چھوڑ دیں

اسی طرح آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ آپ اپنی بیوی کے ساتھ رہیں یا پھر اسے چھوڑ دیں، آپ اپنے لیے جو بھی اختیار کریں اللہ سبحانہ وتعالی آپ کو اس پر مجبور نہیں کریگا، بلکہ آپ اپنے لیے اختیار کرنے کا حق رکھتے ہیں اور آپ کو اس کا نتیجہ بھی اکیلے ہی برداشت کرنا ہوگا

ہمارے لیے ممکن تھا کہ جس تقدیر کے معاملہ میں آپ نے بات کی ہے اس میں مناقشہ اس وقت کرتے جب شکایت کرنے والی بیوی ہوتی جو کہ اپنے معاملہ کی مالک نہیں اور اپنے خاوند سے بغیر طلاق کے علیحدہ ہونے کی استطاعت نہیں رکھتی کہ جب تک خاوند اسے طلاق نہ دے وہ علیحدہ نہیں ہوسکتی

اور ہوسکتا ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتی تو اس کا انجام اور اس کے نتیجہ میں اس اپنا انجام کیا ہوتا اسے سوچ کر یا پھر گھر اور ٹھکانہ کھو جانے کی بنا پر وہ ایسا کرنے سے رک جاتی یعنی زبان درازی چھوڑ دیتی

لیکن شکایت کرنے والا تو خود خاوند ہے تو ایک شاعر کا قول اس پر کتنا ہی لاگو ہوتا ہے :

شکایت کرنے والے تجھے کو کوئی تکلیف اور بیماری نہیں ، جب تم بیمار ہوئے تو پھر کیسی حالت ہوگی !!

پھر یہ بتائیں کہ بیوی کی سوء معاشرت اور بدزبانی میں نماز کا دخل کیا ہے ، کہ آپ نماز ادا کرنا چھوڑ دیں ، کم از کم آپ نماز کی ادائیگی پر قائم کیوں نہیں رہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے لیے یہی حالت اختیار کی ہے !

سبحان اللہ ابلیس نے کس طرح آپ کو اپنے شکنجہ میں قابو کر لیا کہ آپ نے وہ نماز چھوڑ دی جس کے چھوڑنے کو شریعت مطہرہ کفر قرار دیتی ہے ! حالانکہ آپ کو نماز ترک کرنے کا کوئی اختیار بھی نہیں تھا

آپ نے اس بیوی کو اپنے پاس ہی رکھا جسے شریعت نے طلاق دینا مشروع کیا تھا ، کہ آپ نے جو حالت بیان کی ہے اس حالت میں بیوی کو طلاق دینا مشروع ہے ؟ !

لہذا جس میں آپ کو چھوڑنے کا اختیار تھا آپ نے اسے تقدیر کی دلیل دے کر اپنے پاس ہی رکھا ، اور جسے ترک کرنے کا آپ کو کوئی اختیار تک نہ تھا اسے چھوڑ دیا ، نہ تو آپ نے تقدیر کی دلیل لی اور نہ ہی شریعت کی !

اللہ تعالی کی شریعت مطہرہ سے یہ کونسی غفلت ہے ، اور شیطان نے آپ کو کس طرح شکنجہ میں قابو کر لیا ہے ؟ !

دوم :

ہمارے سوال کرنے والے بھائی : اب آپ پر واجب ہوتا ہے کہ آپ ایک نماز بھی ترک نہ کریں ، اور جو کچھ ہو چکا اس کبیرہ گناہ پر توبہ و استغفار کریں جو عظیم معصیت کر چکے ہیں اس سے معافی مانگیں ، اور اللہ سبحانہ و تعالی کے احکام اور نماز کی تعظیم کرنے اور بجا لانے پر اپنی تربیت کریں

کیونکہ نماز دین اسلام کا ایک عظیم رکن اور ستون ہے ؛ بلکہ یہ تو ایک ایسا عظیم فرض ہے جو اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے بندوں پر توحید کے بعد فرض کیا ہے

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

یہ سن لیا اب اور سنو اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے الحج (32) .

اللہ کے بندے کیا آپ کو علم نہیں کہ نماز کی ادائیگی اور پابندی کرنے سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غم و پریشانی دور ہوتی تھی :

حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی پریشانی ہوتی یا غم پہنچتا تو آپ نماز ادا کرتے "

مسند احمد حدیث نمبر (22788) سنن ابو داود حدیث نمبر (1319) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اسے حسن قرار دیا ہے

ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یعنی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم کام پیش آتا یا پھر کوئی غم پہنچتا تو آپ نماز ادا کرتے "انتہی

دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم کام پیش آتا یا پھر آپ پریشان غمزدہ ہوتے تو کس طرح نماز کی طرف بھاگتے، لیکن آپ نماز کی ادائیگی سے دور بھاگتے ہیں، بہت تعجب اور افسوس کی بات ہے !!

تارک نماز کا تفصیلی حکم دیکھنے کےلیے آپ سوال نمبر (5208) کے جواب کا مطالعہ کریں

سوم :

آپ کے علم ہونا چاہیے کہ شریعت مطہرہ نے نیک و صالح اور دین والی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ بیوی اختیار کرنے میں مرد حضرات مختلف مقاصد رکھتے ہیں

کوئی تو خوبصورتی وجمال کی مالک بیوی تلاش کرتا ہے، اور کوئی حسب و نسب اور اونچے خاندان کی لڑکی تلاش کرتا ہے، اور کوئی مال و دولت کے پیچھے بھاگتا ہوا مالدار عورت تلاش کرنے کی کوشش کرتا

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ نیک و صالح اور دین والی عورت سے نکاح کیا جائے، یہاں آپ کی تقدیر والی دلیل کہاں گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو نصیحت کر رہے ہیں کہ کوشش اور تلاش کے بعد ایسی عورت سے شادی کرو جس سے تمہاری دنیاوی زندگی سعادت والی بنے، اور جو عورت تمہاری عزت و ناموس اور مال و اولاد کی بھی حفاظت کرے ؟!

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" عورت سے چار اسباب کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے : عورت کے مال و دولت کی بنا پر، اور اس کے حسب و نسب کی وجہ سے، اور اس کے جمال و خوبصورتی کی بنا پر، اور عورت کے دین کی وجہ سے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو دین والی عورت تلاش کر "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4802) صحیح مسلم حدیث نمبر (1466).

آپ نیک و صالح بیوی کے اوصاف معلوم کرنے کےلیے سوال نمبر (71225) کے جواب کا مطالعہ کریں

اسی طرح عورت کو بھی یہی حکم ہے، یہ نہیں کہ ان کی بیٹی کا جو بھی پہلے رشتہ مانگنے آئے وہ اسی کے ساتھ اس کی شادی کر دیں، بلکہ انہیں اس شخص کے دین کے بارہ میں دریافت کرنا چاہیے، اور اس کے اخلاق کے بارہ میں بھی معلوم کرنے کی کوشش کریں، اگر اس میں صرف تقدیر ہی ہوتی تو پھر انہیں اس میں کوئی اختیار حاصل نہ ہوتا

کیونکہ لڑکیوں کے اولیاء کو حکم ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کریں جن کا اخلاق اور دین اچھا ہو، اس لیے آپ کو اس پر متنبہ رہنا چاہیے

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم سے کوئی ایسا شخص رشتہ طلب کرے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کے ساتھ (اپنی لڑکی کی) شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع و عریض فساد بپا ہو جائیگا"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1967) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے

اور پھر اگر معاملہ صرف تقدیر کا ہی ہوتا تو طلاق مشروع نہ کی جاتی، بلکہ بیوی تو اپنے خاوند کی تقدیر بن جاتی اور خاوند اپنی بیوی کی تقدیر ہوتا، وہ دونوں موت تک آپس میں اکٹھے رہتے اور کبھی علیحدہ ہی نہ ہوتے !

یہ اللہ تعالی کی شرع نہیں بلکہ ہمارے پروردگار عزوجل نے تو طلاق مشروع کی ہے، اور بعض اوقات اسے مستحب قرار دیا ہے، بلکہ بعض اوقات تو طلاق کو واجب قرار دیا ہے

بلکہ یہی نہیں اگر بیوی غیر محرم مردوں سے دوستیاں لگاتی ہو اور ان سے میل جول رکھتی ہو اور خاوند اسی حالت میں ایسی بیوی کو اپنے پاس رکھے تو وہ دیوث اور بے غیرت کہلائیگا

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے عورت کے لیے خلع حاصل کرنا مشروع کیا ہے، اس لیے عورت کو حق حاصل ہے کہ اگر اس کا خاوند صحیح نہیں اور شریعت الہی پر عمل پیرا نہیں ہوتا، یا پھر بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا اور اسے طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے تو وہ ایسے خاوند سے خلع حاصل کر سکتی ہے، اس طرح کے شرعی قوانین و اصول میں پھر تقدیر کہاں گئی ؟!

آپ سوال نمبر (1804) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ اس میں اس مسئلہ کا رد پیش کیا گیا ہے کہ آیا شریک حیاۃ بندے کا اختیار ہے یا کہ اللہ کی جانب سے قضاء و قدر ؟.

اور سوال نمبر (49004) کے جواب کا مطالعہ بھی اشد ضروری ہے کیونکہ اس میں ہم نے تقدیر کے مراتب اور اس کے دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں

چہارم :

آخری بات یہ ہے کہ :

1 آپ نے جو نمازیں ترک کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے اس پر اللہ سبحانہ و تعالی سے توبہ و استغفار کریں

2 آئندہ ایسا مت کریں

3 اپنے برے تصرف اور غلط کام اور عاجز ہونے کو تقدیر کی طرف منسوب مت کریں، بلکہ آپ اسے اپنی جانب منسوب کریں کیونکہ اس نے اسے اختیار کیا ہے

4 اپنی بیوی کو اچھے اور نرم طریقہ سے وعظ و نصیحت کریں کہ وہ اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کرے جو اس کا پروردگار ہے اور ازدواجی زندگی میں جو واجبات ہیں انہیں اچھی طرح ادا کرے، اور آپ کے ساتھ بدزبانی اور بدکلامی اور سوء معاشرت سے باز آجائے

5 بیوی کو وعظ و نصیحت کرنے اور سمجھانے کے لیے اس کے خاندان میں سے عقل و دانش رکھنے والے افراد کو درمیان میں لائیں

6 اگر یہ سب کچھ فائدہ نہ دے تو پھر آپ اسے طلاق دینے میں کوئی تردد نہ کریں

7 اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، اور اس کے لیے آپ اللہ سبحانہ و تعالی سے مدد کی درخواست کریں

اور آپ کو اللہ نے بیوی کی تلاش میں جو اختیار دیا ہے اس میں اسباب کی مدد سے دین والی عورت کو اختیار کریں

8 بیوی کو اختیار کرنے سے قبل نماز استخارہ ضرور ادا کریں

نماز استخارہ کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (2217) اور (11981) کے جوابات میں ملے گی آپ ان کا ضرور مطالعہ کریں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

127791